آغازِ اسلام میں وقفِ اسلامی کا اثر ونفوذ

ڈاکٹر فضل الٰہی خان *

وقف، اسلامی ریاست کا اہم ادارہ ہے۔ جو اسلامی معاشرے کی ترقی اور قوانین اجتماعیہ میں ایک اہم حیثیت کا حامل ہے۔ وقف کے محاسن ظاہر ہیں کیونکہ اس میں انتفاع طبقات محبوبین ہے۔ یعنی جو لوگ واقف کو محبوب ہیں۔ خواہ اس کی اولاد یا محتاج یا علماء وطلباء وغیرہ ہوں۔ اس کا ثواب موت کے بعد ہمیشہ جاری رہے گا۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میری دانست میں عہد جاہلیت میں وقف نہ تھا۔ یہ خصلت حمیدہ، اسلام سے جاری ہوئی۔ یہ بات ان کی صحیح ہے۔ عہد جاہلیت میں نیکی کے لیے کوئی وقف نہ تھا۔ عہد جاہلیت میں قریش نے حاجیوں کے پانی کے لیے حوض تعمیر کئے ہوئے تھے اور حاجیوں کے رخصت ہونے تک انہیں طعام دیا جاتا۔ اسی طرح جاہلیت میں جو کعبہ کی تعمیر یا چاہ زمزم کی کھدائی کی گئی۔ وہ بطور فخر یہ کی گئی نہ کہ وہ خدا کی رضا کے لیے تھی۔

جملہ ادوار اسلامی یعنی عہد نبوی ﷺ خلفائے راشدین، اموی وعباسی وغیرہ میں اس کار خیر پر برابر عمل ہوتا رہا۔ مقالہ ہذا میں وقف اسلامی کے متعلق آغاز اسلام میں اس کے اثر ونفوذ کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

وقف کے لغوی واصطلاحی معانی

لغوی اعتبار سے وقف کے معنی "حبس" روکنے یا پابند کرنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے، **وقفت الشیئی اقفہ وقفاً** وقف مصدر ہے بمعنی موقوف اس کی جمع وُقُف، وقوف یا اوقاف کے ہیں۔ **وقفت الدابة تقف وقوفاً** یا **وقفتها انا وقفاً** ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ **وقف یقف وقفاً** یعنی **حبس یحبس حبساً**[1]

شرعی اصطلاح میں وقف سے مراد **حبس الاصل وتسبیل الثمرة** اصل مال کو روک کر اس کے منافع کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا جیسا کہ حدیث میں ہے **ذلك حبیس فی سبیل الله**

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان۔

یعنی یہ گھوڑا یا اونٹ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہے یعنی غازیوں پر موقوف ہے کہ وہ اس پر سوار ہر کر جہاد کریں۔[2]

فقہاء نے وقف کی مختلف تعریفیں کی ہیں جن میں پسندیدہ تعریف صاحبین کی ہے۔ **حبس العین علی حکم ملک اللہ تعالیٰ وصرف منفعتها علی من احب**۔[3]

اصل مال کو بند رکھنا اللہ کی ملکیت کے حکم پر اور اس کے منافع کو اس طرف پھیر دینا جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ یہ جامع تعریف ہے اس میں وقف کے تمام معانی آجاتے ہیں۔ جو حقیقتاً حضورؐ کے قول مبارک **حبس الاصل وسبل الثمر** اصل مال کو روک کر اس کے منافع کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے مطابق ہیں۔[4] اور وقف کی دونوں اقسام الخیری والذری شامل ہیں۔

حنابلہ کی تعریف بھی یہی ہے جس میں ملکیت حکم اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور اس کا نفع بندوں کی جانب ہوتا ہے۔[5]

قرآن وحدیث کی رو سے صدقات ثواب میں شامل ہیں۔ وقف بھی صدقہ کی نوع ہے۔ جو اجر وثواب کے زمرے میں آتا ہے۔ اور حقیقتاً اجر وثواب کا مستحق مسلمان ہی ہے۔ کافر سے اس کی توقع کسی صورت میں نہیں کی جاسکتی۔

وقف قرآن حکیم کی روشنی میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے **انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر**۔[6]

بے شک اللہ کی مساجد وہ تعمیر کرتا ہے جس کا اللہ اور آخرت پر ایمان ہو۔

یعنی مساجد کی اصل عمارت کے حق دار وہ لوگ ہیں جو عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے احکام الٰہی کے پابند ہوں۔ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز وزکوۃ کے پابند ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔ معلوم ہوا کہ تعمیر مسجد کافر نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ صرف نیک صالح مسلمان ہی کا کام ہے۔ اس سے مراد مساجد کی تولیت اور انتظامی ذمہ داری ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ کسی کافر کو کسی اسلامی وقف کا متولی اور منتظم بنانا جائز نہیں۔ باقی رہا ظاہری در و دیوار وغیرہ کی تعمیر۔ اس میں کسی غیر مسلم سے بھی کام لیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ اس سے کسی دینی یا دنیوی نقصان یا الزام یا

آئندہ اس پر قبضہ کر لینے یا احسان جتلانے کا خطرہ نہ ہو۔ے

قرآن حکیم میں صدقات کے ذریعے سے دنیوی واخروی برکات اور اجر وثواب کے حصول کے لیے متعدد آیات کریمہ میں ترغیب دی گئی ہے۔ خواہ یہ صدقات وقف کی صورت میں ہوں یا کسی اور صورت میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لیس البران تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن باللـه واليوم الاخر والملئكة والكتب والنبيين واتى المال على حبه ذوى القربى واليتمىٰ والمسكين وابن السبيل والسئلين وفىَ الرقاب.٨ء

''سارا کمال (نیکی) اسی میں نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کی طرف کر لو لیکن اصل کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر یقین رکھے اور اسی طرح قیامت کے دن پر اور کتب سماویہ اور انبیاء پر اور وہ شخص مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کی یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو، گردن چھڑانے میں یعنی قیدی اور غلاموں کو آزادی دلانے میں''۔

ان احکام کے بیان کرنے میں مال خرچ کرنے سے علی حبہ کی قید لگا کر اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال صرف کرنے میں کوئی نفسیاتی غرض یا نام ونمود شامل نہ ہو۔ بلکہ اخلاص کامل کے ساتھ صرف اللہ جل شانہ کے ساتھ محبت اس کا داعیہ ہو نیز اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ مالی فرض صرف زکوۃ سے پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ زکوۃ کے علاوہ بھی بہت جگہ پر مال خرچ کرنا فرض وواجب ہوتا ہے۔ جیسے رشتہ داروں پر خرچ کرنا، اس صورت میں جب وہ کمانے سے معذور ہوں تو نفقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے کوئی مسکین نادار بھوکا مر رہا ہو اور آپ اپنی زکوۃ ادا کر چکے ہوں ایسی صورت میں مال خرچ کر کے اس کی جان بچانا فرض ہے۔ اسی طرح ضرورت کی جگہ مسجد تعمیر کرنا یا دینی تعلیم کے لیے مدارس بنا کر وقف کرنا یہ سب فرائض مالی میں داخل ہیں۔9

آیت مذکورہ میں اس حوالے سے نیک اعمال کی ترتیب بیان کی گئی ہے۔ سورۃ آل عمران میں سے افضل ترین عمل تخصیص کر کے ارشاد فرمایا گیا ہے۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ ١٠ء

''تم ہرگز خیر کامل حاصل نہ کرسکو گے یہاں تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو''۔ اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے (گو وہ غیر محبوب چیز ہو) اللہ تعالیٰ اسے جانتے ہیں اللہ کی راہ میں جو صدقہ بھی ادا کرو خواہ وہ زکوۃ فرض ہو یا کوئی نفلی صدقہ وخیرات وقف کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں ان سب میں مکمل فضیلت اور ثواب اپنی محبوب اور پسندیدہ چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ یہ نہیں کہ صدقہ کو تاوان کی طرح سر سے ٹالنے کے لیے فالتو، بیکار یا خراب چیزوں کا انتخاب کیا جائے۔

آیت کریمہ میں **مما تحبون** کو **انفقوا من الطیبت** کی صفت سے خاص کردیا۔ یعنی وہ چیز محبوب اور پیاری کے ساتھ عمدہ بھی ہو۔١١ چونکہ قرآن نے برائی کی بیخ کنی اور نیکی کو رواج دینے کے لیے ایسے اصولی اور بنیادی مسئلہ کے متعلق ایک حکیمانہ فیصلہ دیا ہے۔ جو پورے نظام عالم کی روح ہے اور جس پر انسان کی اصلاح وفلاح بلکہ خود اس کی زندگی اور بقا موقوف ہے۔ یہ مسئلہ ہے باہمی تعاون وتناصر کا یعنی صدقات خواہ زکوۃ کی صورت میں ہوں یا وقف وغیرہ کی صورت میں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا عمل خود اپنے آپ تک محدود نہ ہو۔ بلکہ دوسروں کے سامنے بھی ان کی فضیلت بیان کر کے خرچ کرنے کی ترغیب دینا ہر مسلمان پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ بندگان خدا کی خدمت جو رضائے الٰہی کا سبب ہے احسن طریقے پر ادا ہو۔

قرآن حکیم کا یہ زریں اصول **وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان**۔١٢

اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی اعانت کرو۔ (یعنی مدد کرتے رہو اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دیتے رہو) اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔ یہ حکم واقعی برائی کو جڑ سے اکھاڑنے اور نیکی کو شعار عام بنانے پر دال ہے۔ قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے اور ایسے پیارے انداز سے ترغیب دی گئی ہے کہ بظاہر تو مال انسان کے ہاتھ سے دوسروں کے مصرف میں جاتا ہے۔ اور اس میں مال کی کمی کا

عمل نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقتاً باطنی طور پر ایسے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات۔**[۱۳]

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات میں اضافہ کرتا ہے''۔ بلکہ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو قرض حسنہ سے تعبیر کر کے خوشخبری بھی دی جاتی ہے کہ صارف کو مال برکات کے ساتھ عطا کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے جان و مال وعیال ہر قسم کی آفات سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **واقرضوا اللہ قرضاً حسناً** ۔[۱۴] اور اللہ تعالیٰ کو قرض دو قرض حسنہ''۔ اس میں دینے والے پر لطف وکرم کی طرف اشارہ بھی ہے اور وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی الاغنیا ہے۔ اسے دیا ہوا قرض کبھی ضائع نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ کئی گنا بڑھا کر عطا فرمائیں گے۔ چونکہ زکوۃ ادا کرنے کا حکم اس آیت سے ماقبل آچکا ہے۔ اس لیے اس قرض کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کے ذکر کو مفسرین کرام نے صدقات نافلہ وقف وغیرہ پر محمول کیا ہے۔[۱۵] ان کے علاوہ اور بہت سی آیات وقف وغیرہ کے بارے میں ہیں۔

وقف حدیث کی روشنی میں

حضورؐ نے فرمایا۔

من بنی مسجدا یبتغی وجہ اللہ بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ. (۱۶.ا)

جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں گھر دیں''۔

مسلم نے روایت کی ہے۔

قال عثمان سمعت رسول اللہؐ یقول من بنی مسجد اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ (۱۶.ب).

حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا فرمایا جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اس کا گھر جنت میں ہوگا۔

عن عمر وعنبسة ان رسول اللہؐ قال من بنی مسجداً یذکرو الله عزوجل فيه بنى الله له بيتاً فى الجنة. (١٦. ج)

حضرت عمرو بن عنبسہ سے مروی ہے جو شخص مسجد تعمیر کر کے اس میں اللہ کی یاد کرے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے۔

عن ابی هریرة ان رسول اللہؐ قال اذا مات الانسان انقطع عمله الامن ثلاثة اشياء صدقة جارية أوعلم ينتفع به أوولد صالح يدعوا له. ١٧

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا جب انسان فوت ہو جاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔ صدقہ جاریہ، نفع مند علم اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے یہاں صدقہ جاریہ سے مراد وقف ہے۔

امام نووی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ حدیث اصل وقف کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اور وقف کا بڑا ثواب ہے۔ ١٨

عن ابن عمر قال اصاب عمر رضى الله عنه ارضا بخيبر فاتى النبیؐ فقال انی اصبت ارضالم اصب مالا قط انفس عندی منه فکیف تامرنی قال ان شئت حبست اصلها وتصدقت بها فتصدق بها عمر نه لا يباع اصلها ولا يورث ولا يوهب للفقراء والقربى والرقاب وفى سبيل الله والضيف وابن السبيل ولا جناح على من وليها ان ياكل بالمعروف اويطعم صديقا غير متمول فيه. ١٩

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کو خیبر میں زمین ملی آپ نبیؐ کے پاس آئے اور فرمایا مجھے ایسی زمین ملی ہے۔ اس سے اعلیٰ اور زمین نہیں ہوگی۔ آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر آپ چاہیں تو اس کے اصل کو بند رکھیں اور اس کے حاصل کو صدقہ کر دیں حضرت عمرؓ نے ایسا صدقہ کیا اصل نہ بیچی جائے اور نہ وراثت چلے اور نہ ہبہ کی جائے اس کے حاصل کو فقراء اور قرابت داروں، قیدیوں اور مجاہدوں، مہمانوں اور مسافروں پر صدقہ کیا جائے اور اسکے متولی کے لیے گناہ نہیں ہے کہ دستور کے مطابق اسے کھائے اور دوستوں کو کھلائے، دولت مند بننا مقصود نہ ہو۔

قال حديث عمر هذا اصل فی مشروعیة الوقف وقد روی احمد عن ابن عمر قال اول صدقه ای موقوفه کانت فی الاسلام صدقه عمر. ۲۰ؔ

کہا گیا حدیث عمر والی وقف کی مشروعیت کی دلیل ہے اور یہ اسلام میں سب سے پہلا وقف تھا۔

وعن عثمان ان النبی ﷺ قدم المدینة ولیس بها ماء یستعذب غیر بئر رومه فیجعل فیها دلو مع دلاء المسلمین بخیر له منها فی الجنة فاشتر یتها من صلب مالی. ۲۱ؔ

حضرت عثمانؓ سے مروی ہے جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو سوائے بئر رومہ کے کوئی کنواں میٹھے پانی کا مدینہ میں موجود نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون جو بئر رومہ کو خریدے اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کر دے۔ اس چیز کے بدلے اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا کرے گا۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ذاتی مال سے اسے خریدا اور وقف کر دیا۔

وعن سعد بن عبادةؓ انه قال یا رسول الله ان ام سعد ماتت فأی صدقة افضل قال الماء فحفر بئر وقال هذا لام سعد. ۲۲ؔ

حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ام سعد فوت ہوگئی ہیں۔ (اس کے ایصال ثواب کے لیے) کونسا صدقہ بہتر ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا الماء (پانی) پس انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ ام سعد کی طرف سے وقف ہے۔

عن ابی هریره قال رسول الله ﷺ واما خالد فا نکم تظلمون خالد افقد احتیبس ادراعه واعتاده واعبده فی سبیل الله. ۲۳ؔ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا حضرت خالد پر کیوں ظلم کرتے ہو۔ انہوں نے اپنی گھوڑے اور ہتھیار اور غلام اللہ کی راہ میں وقف کر دیئے ہیں۔

عن عائشةؓ ان رسول الله ﷺ جعل سبع حیطان له بالمدینة صدقة بنی عبدالمطلب وبنی هاشم. ۲۴ؔ

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سات باغ بطور خیرات بنی عبدالمطلب و بنی ہاشم کے لیے وقف کر دیے۔

حضرت ابوالداحداحؓ کھجوروں کے دو باغوں کے مالک تھے وہ آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا اے اللہ کے رسول ﷺ، میں یہ دو باغ اللہ کی راہ میں قرض دیتا ہوں۔اس کے علاوہ میرے ملک میں کچھ نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دو اور دوسرے کو اپنے اہل وعیال کے لیے زندہ رہنے دو۔اس کے جواب میں ابوالدحداحؓ نے فرمایا اے اللہ کے رسول گواہ رہیے ان میں سے بہترین باغ کو جس میں چھ سو کھجوروں کے درخت ہیں اللہ کی راہ میں وقف کرتا ہوں۔اس کے بدلے اللہ تعالیٰ جنت عطا کرے گا۔۲۵

حضرت کعب بن مالکؓ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے مسرت میں اپنی تمام جائیداد وقف کرنا چاہی اور آپ ﷺ سے فرمایا۔

یا رسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقة الی اللہ والی رسولہ ﷺ قال امسك علیك بعض مالك فھو خیر لك قلت فانی امسك سھمی الذی بخیبر.۲۶

اے اللہ کے رسول میری جانب سے توبہ قبول ہونے کا شکریہ یہ ہے۔کہ اللہ کی راہ میں اور اس کے رسول کی راہ میں اپنے سارے مال کو خیرات کر کے اس سے جدا ہو جاؤں۔آپ نے ارشاد فرمایا کچھ مال اپنے پاس روک لو تو تمہارے لیے بہتر ہے عرض گزار ہوئے خیبر والی زمین والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔حضرت کعب بن مالکؓ نے باقی تمام جائیداد فی سبیل اللہ وقف کر دی۔

عن سعد بن عبادہ اخابنی ساعدہ توفیت امه وھو غائب فاتی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ان امی توفیت وان غائب عنھا فھل یتفعھا شیئی ان تصدقت به عنھا قال نعم قال فانی اشھد ان حائطی المخراف صدقة علیھا.۲۷

حضرت سعد عبادہؓ نے جو بنی ساعدہ کی برادری سے تھے۔جب ان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا تو یہ ان کے پاس موجود نہ تھے حضرت سعدؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا

اے اللہ کے رسول میری والدہ محترمہ کا میری عدم موجودگی میں انتقال ہوگیا ہے۔ اگر میں ان کی جانب سے، کچھ صدقہ خیرات کردوں تو انہیں فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت سعد بن عبادہؓ نے فرمایا میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ ان کی طرف سے وقف ہے۔

حضرت زید بن حارثؓ اپنے محبوب گھوڑے جس کا نام سبیل تھا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ گھوڑا میں اللہ کی راہ میں وقف کرتا ہوں رسول ﷺ نے وہ گھوڑا اسامہ بن زیدؓ کو سواری کے لیے دے دیا۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول میں نے اسے خیرات کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے قبول کرلیا تمہیں اس نیکی کا ثواب ملتا رہے گا۔ ۲۸

عن انس رضی اللہ انہ قال لما قدم رسول اللہ ﷺ المدینۃ وامر ببناء المسجد قال یا بنی النجار ثامنونی بحائطکم ھذا فقالوا واللہ لا نطلب ثمنہ الا الی اللہ۔ ۲۹

حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور مسجد (نبوی) تعمیر کرنے کے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا اے بنی نجار تم اپنے باغ کا سودا کر کے مجھ سے قیمت لے لو (باغ کی جگہ مسجد کے لیے مطلوب تھی) وہ عرض گزار ہوئے اللہ کی قسم ہم اس کی قیمت اللہ کے سوا کسی سے نہیں لیں گے اور انہوں نے اللہ کے لیے مسجد کی زمین دے دی۔

عن انس قال لما نزلت (لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون) جاء ابو طلحہ الی رسول اللہ ﷺ فقال یا رسول اللہ یقول اللہ تبارك وتعالیٰ فی کتابہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وان احب اموالی الی بیر حاء قال وکانت حدیقۃ کان رسول اللہ ﷺ یدخلھا ویستظل بھا ویشرب من ماء ھا فھی الی اللہ عزوجل والی رسولہ ﷺ ارجوا برہ وذخرہ فضعھا ای رسول اللہ حیث اراك اللہ فقال یا رسول اللہ ﷺ بخ یا ابا طلحہ ذالك مال رابح قبلنا منك ورددناہ علیك

فاجعله فی الاقربین فتصدق به علی ذوی رحمه۔ ۳۰

حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب آیت لن تنالو االبر حتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ تم بھلائی کو نہیں پاسکتے جب تک اس چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کردو جو تمہاری پسندیدہ ہے اور مجھے تمام اموال میں بیرحا سب سے پیارا ہے۔فرمایا کہ وہ ایک باغ تھا جس میں رسول اللہ بھی تشریف لاتے تھے اور درختوں کے سائے میں بیٹھتے تھے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے۔پس میں اس باغ کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے لیے پیش کرتا ہوں۔میں اس کے اجر وثواب کی آخرت میں امید رکھتا ہوں۔پس آپ ﷺ اسے جہاں چاہیں خرچ کریں۔جس طرح اللہ نے آپ کو حکم فرمایا ہے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوطلحہؓ یہ تو فائدہ دینے والا مال ہے۔ہم نے تمہاری طرف سے اسے قبول کیا اور اپنی جانب سے تمہیں دیتے ہیں کہ اسے تم اپنے اقارب میں تقسیم کردو۔پس ابوطلحہؓ نے اسے اپنے عزیز واقارب میں تقسیم کردیا۔

مسجد نبوی عہد نبوی ہی میں نمازیوں کی وسعت سے تنگ نظر آنے لگی۔تو اس پر حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو قریبی زمین خرید کر مسجد نبوی کے لیے وقف کرنے کی ترغیب دی۔جس پر حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی کے ساتھ زمین خرید کر مسجد نبوی کی توسیع کے لیے وقف کردی۔ ۳۱

غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کو سخت تنگی کا سامنا تھا ایک یہ کہ سخت گرمی کا موسم تھا اور سفر بھی دور دراز کا تھا دوسرا یہ کہ مقابلہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت عیسائیوں سے تھا اور لشکر اسلام کے پاس سامان رسد بھی موجود نہ تھا۔اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے عام چندے کا اعلان کیا جس میں ہر صحابی نے اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لیا۔حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر سامان رسد کے لیے تین سو اونٹ بمعہ ساز وسامان ستر گھوڑے اور ایک ہزار دینار پیش کئے۔جس پر حضور ﷺ اس قدر خوش ہوئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آج کے بعد عثمانؓ جو کچھ بھی کریں انہیں کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ۳۲

حضرت علیؓ نے اپنی جائیداد وقف کی تھی جس میں ینبوع کی جائیداد تھی اس میں باغ،

زرعی اراضی اور چشمے تھے۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں ایک دستاویز کے ذریعے معلوم ہوا حضرت علیؓ نے ایک اراضی بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے لیے وقف کردی تھی۔۳۳

عن عمرو بن الحارث قال ماترك رسول الله ﷺ دينارا ولا درهما ولا عبدا ولا مة الا بغلته الشهباء التي كان يركبها وسلاحه وارضا جعلها في سبيل الله. ۳۴

حضرت عمر بن حارثؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے دینار، درہم، غلام اور لونڈی وغیرہ سب تقسیم فرما دیئے سوائے سفید خچر کے جس پر آپ ﷺ سواری فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اللہ کی راہ میں ہتھیار وز مین وقف کر دی۔

حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں ثمغ باغ جو کہ مدینہ کے قریب تھا اسے اور اس کے مال وثمرات کو وقف کر دیا تھا اسی طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ اور عمرو بن العاصؓ کے گھر اور عمارات وغیرہ وقف تھیں اور اسی طرح مدینہ میں ابن عمر اور حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ اور تمام صحابہ کرام کے صدقات اوقاف، اظہر من الشمس ہیں۔۳۵

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے گھر اولاد کے لیے اور حضرت عمرؓ نے ایک باغ جو کہ مروہ کے پاس تھا اور حضرت زبیرؓ نے اپنا گھر جو مکہ اور مصر میں تھا اور اپنا مال مدینہ میں اپنی اولاد پر وقف کر دیے تھے۔اسی طرح حضرت سعدؓ نے مدینہ کے گھر اور مصر کے گھر اپنی اولاد کے لیے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے نشیبی زمین اور گھر جو مکہ میں تھے اپنی اولاد پر اور حکیم ابن حزامؓ نے اپنے گھر جو مکہ اور مدینہ میں تھے اپنی اولاد پر وقف کر دیے تھے۔۳۶

رسول اکرم ﷺ اور بہت سے صحابہ کرامؓ نے مختلف اموال وقف کیے جن کا شمار تحریر میں لانا ممکن نہیں یہاں تک کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول ﷺ میں کوئی ایسا نہیں تھا جس نے حسب استطاعت کوئی نہ کوئی مال وقف نہ کیا ہو۔۳۷

حکمت وقف اسلامی

وقف ان نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور اس کا

اجر دنیوی زندگی اور موت کے بعد ملتا رہتا ہے اور یہ ان کی نیکی کا انعام ہوگا۔ یہ ان مقرب اعمال میں سے ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے ترغیب دی اور اسے اچھا جانا ہے۔ صدقہ کرنے والے کے لے بہت زیادہ ثواب ہے۔ بشرطیکہ نیک نیت اور صحیح جذبہ سے ہو۔ شریعت مطہرہ میں زکوۃ کی طرح بعض جگہ فی سبیل اللہ، مال کا خرچ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی رشتہ دار یا غریب کی فاقہ کشی کی حالت میں اس کی مالی امداد کی جائے، خواہ زکوۃ کی ادائیگی ہو چکی ہو۔ وقف کا مطلب اس حیثیت سے کہ معین چیز کا بند کرنا اور منافع کا صدقہ کرنا ہے، تو ایک قوی ضمانت کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اس میں عام وخاص لوگوں کی مصلحت ہے جو شریعت اسلامیہ کے مطابق چلتے ہیں۔

مساجد و مدارس، دار الکفالہ اور ہسپتال وغیرہ کا وقف کرنا سب کا سب عوام کے فائدے کے لیے ہے۔ اولاد کے لیے وقف کرنا اولاد کی رعایت کا خیال کرنا ہے۔ جب مورث فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اموال ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

اکثر وارث ایسے ہوتے ہیں جب انہیں وراثت کا مال کثیر ملتا ہے تو وہ اسراف کرتے ہیں اور نام ونمود کی خاطر مال کو ضائع کر دیتے ہیں پھر ان پر مفلسی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ لوگوں سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس بات پر حضرت زید بن ثابتؓ نے اشارہ فرمایا ہے زندگی میں وقف کر دیا جائے۔ جس میں نہ ہبہ ہو اور نہ وراثت چلے اور نہ اسے ختم کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے۔۳۸

شخصی مصلحت اور خاندان کی محبت آدمی کو رغبت دلاتی ہے کہ واقف اس وجہ سے کسی چیز کو اس لیے وقف کر دیتا ہے کہ اس کا کنبہ اور اولاد مستقبل میں محفوظ ہو جائیں۔ زندگی کے نشیب وفراز اور غربت کی تکالیف سے محفوظ رہیں۔ ضروریات پوری ہوتی رہیں اور اس میں صلہ رحمی بھی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض**، رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہیں۔۳۹

صلہ رحمی اچھی معاشرت ومحبت میں شامل ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ کو فرمایا اپنے باغ کو اپنے رشتہ داروں کے لیے وقف کر دو۔ وقف میں نیکی اور احسان ہے اس سے

یتیموں، بیواؤں، فقراء اور مساکین کی امداد ہوتی ہے۔ وتعاونوا الی البر والتقوی نیکی اور احسان سے ایک دوسرے کی مدد کرو۔ یہ تعاون یتیموں کی کفالت اور فقراء و مساکین کی مدد کرنے سے ہے۔ مختصر یہ کہ وقف نیکی کی ایک اعلیٰ صورت ہے، وقف میں اللہ کی مخلوق کا فائدہ ہے مثلاً مدارس، مساجد، شفا خانے اور کنوؤں کے اوقاف۔ وقف میں اولاد کو غربت سے بچانا مقصود ہوتا ہے اور اس میں خاندان کی خیر خواہی ہے۔ وقف صدقہ کی ایک اعلیٰ قسم ہے جسے صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔ جس کا ثواب ہمیشہ واقف کو ملتا رہتا ہے۔ وقف سے اجتماعی زندگی کی تعمیر ہوتی ہے یہ یتیموں، بیواؤں اور مساکین کا ایک مستقل ذریعہ معاش ہے اور صلہ رحمی کا اہم مظاہرہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد بڑے بڑے وقف کیے۔ ہم ان اوقاف کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ اسلام میں وقف صرف عبادت خانوں یا ان کے وسائل پر محدود نہیں جیسا کہ دوسری اقوام میں رائج ہے، بلکہ انہیں عام مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ وقف خیری اور وقف ذری میں فرق نہیں کرتے تھے۔ ابتدا میں وقف نیکی کے کاموں کے لیے ہوتا تھا اور اس میں واقف کی اولاد و اقربا اور غربا مستفید ہوتے تھے۔

المصادروالمراجع

ا۔ ابن منظور المصری، لسان العرب، بیروت لبنان، مطبوعہ دار الصادر ج ٦،
ص: ۴۴، ۴۵، ج: ۹، ص: ۳۵۹، ۳۶۰

ب۔ السید السابق، فقہ السنہ، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ ۱۳۹۱ھ۔ ج ۳، ص: ۵۱۵

۲۔ البیھقی احمد بن حسین ابن علی، السنن الکبریٰ، حیدر آباد دکن، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج ٦، ص: ۱٦۴

ب۔ ابن قدامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد، المغنی والشرح الکبیر، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ ت ن ج ٦، ص ۱۸۹

ج۔ ابن منظور المصری، لسان العرب، بیروت لبنان، مطبوعہ دار الصادر۔ ت ن۔
ج: ٦، ص: ۴۵

۳۔ ابن عابدین محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، غایۃ الاوطار شرح درمختار (اردو) لکھنؤ مطبع نامی منشی نول کشور ۱۹۲۵ھ ج: ۲، ص: ۵٦۵

۴۔ الشوکانی محمد بن علی ابن محمد، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، مصر، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۴۴ھ ج: ٦، ص: ۱۲۷، ۱۲۸

ب۔ البیھقی احمد بن حسین ابن علی، السنن الکبریٰ، حیدر آباد دکن، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج: ٦، ص: ۱۵۹

ج۔ ابن منظور المصری، لسان العرب، قم ایران، نشر ادب الحوزہ، ۱۴۰۵ھ۔ ج ٦، ص: ۴۵

۵۔ ابن قدامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد، المغنی والشرح الکبیر، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ ت ن ج ٦، ص: ۱۸۵

٦۔ القرآن الحکیم، التوبۃ، آیۃ ۱۸

۷۔ محمد شفیع مفتی (مولانا)، معارف القرآن، کراچی، ادارہ معارف القرآن

۱۹۸۰ـ ج ۴ ص ۳۳۰ـ۳۳۱

۸ـ القرآن الحکیم، البقرہ، آیۃ ۱۷۷

۹ـ محمد شفیع مفتی (مولانا)، معارف القرآن، کراچی، ادارہ معارف القرآن ۱۹۸۰ـ ج ۴ـ ص ۴۳۲ـ۴۳۳

۱۰ـ القرآن الحکیم، آل عمران، آیۃ ۹۲

۱۱ـ محمد شفیع مفتی (مولانا)، معارف القرآن، کراچی، ادارہ معارف القرآن ۱۹۸۰ـ ج ۴، ص ۱۰۶ تا ۱۰۹

۱۲ـ القرآن الحکیم، المائدہ، آیۃ ۲

۱۳ـ القرآن الحکیم، البقرہ، آیۃ ۲۷۲

۱۴ـ القرآن الحکیم، المزمل، آیۃ ۲۰

۱۵ـ محمد شفیع مفتی (مولانا)، معارف القرآن، کراچی، ادارہ معارف القرآن ۱۹۸۰ـ ج ۴، ص ۶۰۰

۱۶ـ البیھقی احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، حیدر آباد دکن، مطبعہ مجلس دائرہ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج ۶ ص ۱۶۷

ب ـ نسائی احمد بن شعیب امام، سنن نسائی، لاہور، حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۱۳۸ اردو بازار لاہور ج ۱، ص ۲۰۹

۱۷ـ الشوکانی محمد بن علی بن محمد، نیل الاوطار، مصر، ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ ۱۳۴۴ھ ج ۶ ص: ۱۲۷

ب ـ السید السابق، فقہ السنہ، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ ۱۳۹۱ھ ج ۳، ص: ۵۱۶

ج ـ ابن حزم ابی محمد علی بن احمد بن سعید، المحلی، بیروت لبنان، دار الافاق الجدیدۃ ت ن، ج: ۹، ص ۱۷۶

۱۸ـ النووی محی الدین ابوذکریا یحییٰ، شرح النووی الصحیح مسلم، دہلی، نور محمد مالک اصح المطابع ۱۳۴۹ھ ج ۲، ص: ۴۱

۱۹۔ ابن ماجۃ القزوینی ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دہلی، فخر الحسن گنگوہی مطبعہ فاروقی الحدیث اکیڈمی کشمیری بازار لاہور، ت ن، ج:۲، ص:۲۲۵، ۲۲۶۔

ب۔ البیھقی احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، حیدرآباد دکن، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج ۶، ص ۱۵۹۔

ج۔ السید السابق، فقہ السنۃ، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ ۱۳۹۱ھ ج ۳، ص:۵۲۰

۲۰۔ الشوکانی محمد بن علی بن محمد، نیل الاوطار، مصر، ادارے الطباعۃ المنیریہ ۱۳۴۴ھ ج ۶ ص:۱۳۰

۲۱۔ الشوکانی محمد بن علی بن محمد، نیل الاوطار، مصر، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۴۴ھ ج ۶، ص:۱۲۸

۲۲۔ خطیب ولی الدین محمد بن عبداللہ، المشکوۃ المصابیح، لاہور، ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار ت ن، ج ۱ ص ۵۱۸

ب۔ السید السابق، فقہ السنۃ، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ ۱۳۹۱ھ ج ۳، ص:۵۱۹

۲۳۔ البیھقی احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، حیدرآباد دکن، مطبعہ مجلس دائرہ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج ۶، ص:۱۶۴

ب۔ السید السابق، فقہ السنۃ، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ ۱۳۹۱ھ ج ۳، ص:۵۲۱

ج۔ ابن حزم ابی محمد علی بن احمد بن سعید، المحلی، بیروت لبنان، دار الافاق الجدیدہ ت ن ج:۹ ص:۱۸۰

۲۴۔ البیھقی احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، حیدرآباد دکن، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج ۶ ص، ۱۶۰

۲۵۔ محمد یوسف (مولانا)، حیاۃ الصحابہ، لاہور، اسلامی اکادمی اردو بازار ۱۹۸۰ء ج ۴، ص:۱۸۴

ب۔ محمد شفیع مفتی (مولانا)، معارف القرآن، کراچی، ادارہ معارف القرآن ۱۹۸۰۔ ج ۱، ص:۶۰۱

۲۶۔ البخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، لاہور، حامد اینڈ کمپنی ۳۸ اردو بازار، ۱۹۸۲ء ج ۲، ص ۴۲۔

ب۔ العسقلانی احمد بن علی ابن حجر، فتح الباری، لاہور، دارنشر الکتب الاسلامیہ ۲ شارع شیش محل ۱۹۸۱ء ج ۵ ص:۳۸۶

۲۷۔ البخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، لاہور، حامد اینڈ کمپنی ۱۳۸ اردو بازار ۱۹۸۲ ج ۲، ص ۴۸

۲۸۔ ثناءاللہ پانی پتی قاضی علامہ، تفسیر مظہری، کراچی، سعید ایچ ایم کمپنی ادب منزل ۱۹۸۰ ج ۲، ص:۲۹۴

ب۔ العسقلانی احمد بن علی ابن حجر، فتح الباری، لاہور، دارنشر الکتب الاسلامیہ ۲ شارع شیش محل ۱۹۸۱ء ج ۵، ص:۳۹۸

۲۹۔ البخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، لاہور، حامد اینڈ کمپنی ۱۳۸ اردو بازار، ۱۹۸۲ ج ۲، ص:۵۲، ۵۴

ب۔ السید السابق، فقہ السنۃ، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ، ۱۳۹۱ھ ج ۳، ص:۵۱۸۔

۳۰۔ البیہقی احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، حیدر آباد دکن، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج ۶، ص ۶۵

ج۔ البخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، لاہور، حامد اینڈ کمپنی ۱۳۸ اردو بازار ۱۹۸۲ء ج ۲، ص ۴۲

۳۱۔ شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخلفاء عن الخلافۃ الخلفاء، کراچی، قدیمی کتب خانہ آرام باغ ۱۹۵۹ء ج ۱، ص:۲۴۸

ب۔ البیہقی احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، حیدر آباد دکن، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج ۶، ص:۱۶۸

۳۲۔ ندوی عبدالسلام (مولانا)، سیر الصحابہ، لاہور، ادارہ اسلامیات انارکلی ت ن، ج:۲، ص:۷۰

ب۔ ندوی معین الدین شاہ، خلفائے راشدین، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی پاکستان چوک

کراچی، ۱۳۴۲ھ ج ا ص: ۱۷۸

ج۔ شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن الخلافہ الخلفاء، کراچی، قدیمی کتب خانہ آرام باغ ۱۹۵۹ ج ا ص: ۲۴۲۔

۳۳۔ البیھقی احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، حیدر آباد دکن، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج ۶ ص: ۱۶۰، ۱۶۱

۳۴۔ ابن قدامہ ابو محمد عبداللہ ابن احمد، المغنی والشرح الکبیر، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ ت ن، ج ۶ ص: ۱۸۷

ب۔ البیھقی احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، حیدر آباد دکن، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ ۱۳۵۲ھ ج ۶ ص: ۱۶۰، ۱۶۱

ج۔ نسائی احمد بن شعیب، سنن نسائی، لاہور، حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۱۳۸ اردو بازار لاہور، ـ ج ۲ ص: ۵۴۴، ۵۴۵

۳۵۔ ابن حزم ابی محمد علی بن احمد بن سعید، المحلی، بیروت لبنان، دار الافاق الجدیدہ ت ن، ج: ۹ ص: ۱۸۰

۳۶۔ ابن قدامہ ابو محمد عبداللہ ابن احمد، المغنی والشرح الکبیر، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیۃ ت ن، ج ۶ ص: ۱۸۶

۳۷۔ ابن قدامہ ابو محمد عبداللہ ابن احمد، المغنی والشرح الکبیر، بیروت لبنان، دار الکتاب العربیہ ت ن، ج ۶ ص: ۱۸۷

۳۸۔ الترمذی ابو عیسی محمد بن عیسی، الجامع الترمذی، دہلی، مطبع مجتبائی ۱۳۲۸ھ، ج ۲ ص: ۳۲

۳۹۔ القرآن الحکیم، سورۃ الانفال، آیۃ ۷۵

☆☆☆☆☆☆☆☆